International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)

ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)

Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com

E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com

Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

"The God Delusion" میں وجود خدا اور کائناتی ڈیزائن بارے رچرڈ ڈاکنز کے الحادی بیانات: اسلامی تناظر میں تنقیدی مطالعہ

Richard Dawkins's Atheistic Propositions regarding God and Cosmic Design in "The God Delusion": A Critical Study in Islamic Perspective

1. Muhammad Salman Mir,

Ph.D. Scholar,
Department of Islamic Thought History & Culture,
Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan
Email: msmeer82@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-5315-0369

2. Ataullah,

Ph.D. Scholar,
Department of Quran & Tafsir,
Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan
Email: ataullahalvi313@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-3751-2152

To cite this article: Muhammad Salman Mir and Ataullah. 2022. "“The God Delusion” میں وجود خدا اور کائناتی ڈیزائن بارے رچرڈ ڈاکنز کے الحادی بیانات: اسلامی تناظر میں تنقیدی مطالعہ: Richard Dawkins's Atheistic Propositions regarding God and Cosmic Design in "The God Delusion": A Critical Study in Islamic Perspective". International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 4 (Issue 1), 243-260.

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 4 || January - June 2022 || P. 243-260
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-4-1-19
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.04.01.u19
Journal Homepage	www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs
Published Online:	10 June 2022
License:	This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

Abstract:

The God Delusion is a famous best-seller book Written by British Scientist Richard Dawkins in 2006. It gains Great reception from non-religious academics around the globe. Due to a Strong stance against theism (i.e., Religion), it becomes a voice for atheism. Dawkins laid down his thesis on scientism. Throughout the book, Dawkins used to provide a rationale for the Nonexistence of God. In his book, he attributed the appearance of design to actual design itself and negates super-natural designers. He attributes complexity to the designer. He argues

that the universe is irregular and stresses that Natural selection is the standard interpretation (for the origin of life) and in this regard, there is no need for a designer and takes Darwin's evolution (natural selection) as a naturalistic theory. In this article, Dawkins's stance regarding God as a Creator and Cosmic Design has been critically analysed.

Keywords: Cosmic Design, God Delusion, Atheism, NOMA, Laws of Nature

1. تعارف

The God Delusion رچرڈ ڈاکنز کی شہرہ آفاق تصنیف ہے۔ ڈاکنز اس قبیل کی متعدد کتب کا مصنف ہے، جن میں The Selfish Gene اور The Blind watchmaker مشہور ہیں۔ The God Delusion کے 2006 میں منظر عام پر آنے کے بعد بڑے عرصہ تک بیسٹ سیلر کتاب رہی ہے اور اس کا شمار نو الحادیوں کی نمائندہ کتب میں ہوتا ہے۔ یہ کتاب دس ابواب پر مشتمل ہے۔ ڈاکنز کا کہنا ہے کہ وجود خدا کا معاملہ سائنسی تفتیش کے میدان سے تعلق رکھتا ہے۔ خدا کے وجود بارے کوئی مادی ثبوت دستیاب نہیں ہے۔ خدا ایک افسانوی شے ہے اور مذہب غیر معتبر۔ اس کے مطابق مذہب اور سائنس کا تعلق غیر منطقی ہے۔ مذہب اپنے مقدس صحائف کو بنیادی اور بدیہی متصور کرتا ہے جس میں کوئی مزید اصلاح نہیں کی جاسکتی۔ سائنس کی کوئی بات بذریعہ مشاہدہ یا تجربہ اگر غلط ثابت ہو جائے تو اس کی درستی کر دی جاتی ہے۔ جب کہ مذہب میں ایسا ممکن نہیں ہے۔ زیر نظر آرٹیکل میں متذکرہ کتاب کے منتخب الحادی دلائل کا فکر اسلامی کی روشنی میں تنقیدی مطالعہ کیا جائے گا۔

The God Delusion میں رچرڈ ڈاکنز کا کہنا ہے کہ خدا ایک وہم ہے اور اس کے وجود کا کوئی سائنسی ثبوت نہیں ہے، سائنس نے خدا کے عدم وجود کے دلائل فراہم کر دئے ہیں اور الحاد سنجیدہ اور ترقی پسند سوچ کے حامل افراد کے لئے واحد آپشن ہے۔ ڈاکنز، اسٹیفن جے گولڈ کی سائنس اور مذہب کے درمیان حدبندی پر تنقید کرتا ہے اور اسے احمقانہ رویہ قرار دیتا ہے۔ وہ سائنس کی حدود کے تعین سے احتراز کرتے ہوئے علوم کے صرف ایک ہی "تجرباتی حقیقت"[1] والے Magisterium کو واجب خیال کرتا ہے۔ ڈاکنز کے نزدیک حق کی دریافت کا واحد ذریعہ Scientism ہے۔

ڈاکنز کائنات کے ڈیزائن کو بنیاد بنا کر خدا کے وجود کی نفی کے دلائل دیتا ہے۔ The God Delusion میں Delusion[2] کی باقاعدہ تعریف نہیں کی لیکن کتاب کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک Delusion سے مراد شواہد کی عدم فراہمی کے باوجود خدا کے عقیدہ کو اپنا لینا ہے۔ اس کے نزدیک عقیدہ کسی جوازیت کا حامل نہیں ہوتا، اور نہ ہی کسی دلیل پر موقوف ہوتا ہے۔ لہذا یہ اندھا یقین اور شر ہے۔[3]

---

[1] Empirical Reality/Fact

[2] In psychology, a rigid system of beliefs with which a person is preoccupied and to which the person firmly holds, despite the logical absurdity of the beliefs and a lack of supporting evidence. Delusions are symptomatic such mental disorders as paranoia, schizophrenia, and major depression and of such physiological conditions as senile psychosis and delirium. They vary in intensity, extent, and coherence and may represent pathological exaggeration of normal tendencies to rationalization, wishful thinking, and the like. Among the most common are delusions of persecution and grandeur; others include delusions of bodily functioning, guilt, love, and control. Britannica, T. Editors of Encyclopaedia (2021, April 26). *Delusion*. *Encyclopedia Britannica*. https://www.britannica.com/science/delusion

[3] Dawkins, R. (2006). The God Delusion. (Ed.). USA: BANTAM Press. p.36

ڈاکنز یہ نہیں چاہتا کہ ہم کائنات کے ڈیزائن کو بنیاد بنا کر خدا کے وجود کے دلائل دیں[4]۔ اگر ڈاکنز کے خدا کے انکار کے سارے بیانات درست مان لیئے جائیں تو بھی ان دلائل سے الحاد ثابت نہیں ہوتا۔ ڈاکنز خدا کے عدم وجود بارے دلائل کا خلاصہ پیش کرتا ہے۔ اس کے مطابق

One of the greatest challenges to the human intellect, over the centuries, has been to explain how the complex, improbable appearance of design in the universe arises.[5]

بنی نوع انسان کا آغاز آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق کے معاً بعد انہیں ہر شے کے اسماء (یعنی خصائص) سکھائے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓىٕكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾[6]

اور آدم کو (اللہ نے) سارے نام سکھادیئے، پھر ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور (ان سے) کہا: اگر تم سچے ہو تو مجھے ان چیزوں کے نام بتلاؤ، اگر تم سچے ہو۔

آدم علیہ السلام کو سکھائے گئے اسما میں مادی دنیا کے بارے علوم اور تشریعی و تکوینی قوانین شامل ہو سکتے ہیں۔ اس پر مفسرین نے خاصی بحث کی ہے۔ ایک صاحب بصیرت شخص کائنات میں غور و فکر کرنے کے بعد بالآخر یہ پکار اٹھتا ہے کہ اللہ تعالی کی تخلیق باطل نہیں ہے اس کا کوئی مقصد ضرور ہے یعنی یہ محض میکانکی ارتقاء کا نتیجہ نہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾[7]

آیت مذکورہ میں مومنین کے بارے میں ارشاد ہے کہ وہ لوگ جو کھڑے بیٹھے اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور جو کائنات کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو نے اس کو باطل تخلیق نہیں کیا۔ وہ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور پھر عذاب سے بچنے کے لیے دعا گو ہوتے ہیں۔ اس سے قبل آیت مبارکہ میں بھی ساری کائنات کی فرماں روائی اللہ تعالی کے لیے بیان کی گئی ہے اور اللہ تعالی کی قدرت عظیم کا حوالہ دیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾[8]

اور آسمانوں اور زمین کی سلطنت صرف اللہ کی ہے، اور اللہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔

لہذا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کائنات میں ایک پیچیدہ، ناممکن الوقوع اور خلاف قیاس ڈیزائن کا ظہور کیونکر ممکن ہوا؟ یقیناً یہ ہر فرد کے لیے ایک بڑا چیلنج ہے! حاملین وحی انبیاء کرام کے توسط سے جانتے ہیں کہ اس کائنات کا ایک خالق ہے اور وہی اس کا کارساز ہے وہ خالق بے انتہا طاقتوں کا مالک ہے اور ہمہ وقت کائنات کو سہارا دیئے ہوئے ہے۔ نیز وہ ایک جامد و ساکت ذات / ہستی نہیں بلکہ ہر لمحہ اس کی ایک نئی شان ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿كُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ﴾[9]

وہ ہر روز کسی شان میں ہے ۔

---

[4] خدا کے وجود کے ڈیزائن سے ہٹ کر اور بھی دلائل ہیں جیسا کہ قرآن کریم بطور معجزہ کلام وغیرہ۔

[5] Dawkins, R. (2006). The God Delusion.p.157

[6] Al-Bakara, 2:31

[7] Āli ʿImrān, 3:191

[8] Āli ʿImrān, 3:191

[9] Ar-Raḥmān, 55:29

ڈاکنز کا بیان صرف اس صورت قابل بحث تسلیم کیا جاسکتا ہے جب خدا کو کائنات کے معاملات سے علیحدہ تسلیم کیا جائے۔ یعنی الحاد کو "معیاری فکر" تسلیم کرنے سے ہی یہ سوالات انسان کے ذہن میں اٹھ سکتے ہیں۔ انعکاسی تنقید اور گہری فکر کے حامل "غیر حاملینِ وحی" بھی کائنات کے ڈیزائن کو تسلیم کرنے کے ساتھ اس کے ڈیزائنر کی توثیق کرتے ہیں۔ چند ملحدین ڈیزائن کو تو تسلیم کرتے ہیں مگر ڈیزائنر کے منکر ہیں[10]۔

ڈیزائنر کے تعین میں فلسفیانہ اختلافات ہیں۔ بعض ڈیزائنر کو بھی طبیعی خصائص سے متصف کرتے ہیں جو کہ مغالطہ ہے۔ کائنات کا پیچیدہ اور حیرت کی دنیا میں لے جانے والا ڈیزائن اس بات کا متقاضی ہے کہ اس کا کوئی "فوق الفطرت ڈیزائنر" ہو۔ ڈاکنز ڈیزائن کو تسلیم کر لینے کے بعد اس کے ظہور کو ڈیزائن سے ہی متعلقہ قرار دیتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ:

> The natural temptation to attribute the appearance of design to actual design itself.[11]

طبیعی دنیا سے متعلق ڈیزائن کی تکوین وترتیب طبیعی دنیا سے جزیئٹ نہیں ہو سکتی جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ﴾[12]

کیا یہ لوگ بغیر کسی کے آپ سے آپ پیدا ہوگئے، یا یہ خود (اپنے) خالق ہیں۔ یا کیا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کیے ہیں؟ نہیں! بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ یقین نہیں رکھتے۔

یہاں منکرین خالق سے یہ سوال کیا جارہا ہے کہ کیا یہ کسی خالق کے بغیر خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا خود اپنے خالق ہیں۔ آیت مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈیزائن ہی ڈیزائن کا موجب نہیں ہو سکتا۔ چوں کہ اس سے ماضی میں معتدد ڈیزائن کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو سکتا ہے اور کائنات کا قدیم اور لا محدود ہونا لازم آئے گا۔[13]

سائنسی اور اسلامی نقطہ نظر[14] سے کائنات بمع ڈیزائن قدیم نہیں بلکہ حادث ہے اور حادث کے ڈیزائن کا ڈیزائنر غیر طبیعی ہونا چاہیے۔ ڈاکنز کائنات کی بات کرنے کے بجائے کائنات میں ڈیزائن کی بات کرتا ہے۔ اصل کائنات کی بات نہ کرکے اس میں پائے جانے والے ڈیزائن بابت تاویلات سائنسی مفروضہ جات کو حقیقت (Fact) کا رتبہ دے کر سائنسی فتوی صادر کیئے جانے کے مترادف ہے۔ ڈیزائن کو ڈیزائن کا موجب قرار دینا عقلی طور پر بھی درست نہیں۔ ڈیزائن، ڈیزائن کو کیوں کر جنم دے سکتا ہے۔ جبکہ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ کائنات کی ابتدا ہوئی ہے۔ لہذا بوقت ابتداء اس کے ڈیزائن کا تصور غیر عقلی ہے۔ جب ایک ذی شعور و عقل انسان کائنات کے مظاہر پر غور و فکر کرتا ہے تو بالآخر وہ یہ بھانپ لیتا ہے کہ یہ باری تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ تخلیق اور ڈیزائن کے ضمن میں قرآن کریم میں متعدد بیانات وارد ہوئے ہیں، ان میں سے چند بذیل ہیں:

---

[10] - سٹیفن ہاکنگ نے The Grand Design میں اسی نظریہ کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے -

[11] Dawkins, R. (2006). The God Delusion p.157

[12] aṭ-Ṭūr, 52:36

[13] لا محدود کائنات کو دیگر اصطلاحات مثلاً ساکن کائنات، نیوٹینین کائنات، ساکن لا محدود کائنات، لا متغیر کائنات وغیرہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کونیاتی ماڈل کے مطابق کائنات وسعت مکان اور وسعتِ زمان کے لحاظ سے لا محدود ہے۔ خلا نہ تو پھیل رہی ہے، نہ سکڑ رہی ہے اور نہ تبدیل ہو رہی ہے۔ لہذہ ساکن کائنات خم دار نہیں بلکہ چپٹی ہے۔ اس تصور کے مطابق کائنات لا محدود وسعتوں کی حامل ہے، ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ یعنی کائنات مکانی وسعتوں کے لا محدود ہونے کے ساتھ ساتھ ابدی اور ازلی بھی ہے۔ ساکن کائنات کا تصور سب سے پہلے گارڈنو برونو نے پیش کیا۔ ان کے مطابق کائنات کا کوئی مرکز نہیں اور مادہ بڑے پیمانے پر یکساں طور سے پھیلا ہوا ہے جب کہ کائنات کشش ثقل کے لحاظ سے متوازن لیکن کچھ اَن سٹیبل ہے۔ شہرہ آفاق سائنسدان سر آئزک نیوٹن کے مطابق یہ کائنات لا محدود وسعتوں کی حامل ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

[14] صفات باری تعالی کا لازمی تقاضہ ہے کہ وہ عدم سے وجود پر قادر ہو اور جدید کاسالوجی بھی حادث کائنات کی موید ہے۔

﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ﴾[15]

بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات دن کے باری باری آنے جانے میں ان عقل والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ﴾[16]

جو چیز بھی اس نے بنائی خوب بنائی، اس نے انسان کی تخلیق کی ابتداء گارے سے کی۔

﴿أَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوجٍ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ﴾[17]

اچھا تو کیا انہوں نے کبھی اپنے اوپر آصمان کی طرف نہیں دیکھا کہ کس طرح ہم نے بنایا اسے، اور آراستہ کیا، اس میں کہیں کوئی رخنہ نہیں ہے اور زمین کو ہم نے بچھایا اور پہاڑ جمائے اس میں اور اس کے اندر ہر طرح کی خوش منظر نباتات اگا دیں۔

﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾[18]

اگر آسمان وزمین میں ایک اللہ کے سوا دُوسرے خدا بھی ہوتے تو (زمین اور آسمان) دونوں کا نظام بگڑ جاتا پس پاک ہے اللہ ربّ العرش اُن باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں۔

﴿الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا مَا تَرَى فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِنْ تَفَاوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَى مِنْ فُطُورٍ (3) ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ (4) وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ﴾[19]

جس نے تہ بر تہ سات آسمان بنائے تم رحمان کی تخلیق میں کسی قسم کی بے ربطی نہ پاؤ گے پھر پلٹ کر دیکھو، کہیں تمہیں کوئی خلل نظر آتا ہے؟ بار بار نگاہ دوڑاؤ تمہاری نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آئے گی۔ ہم نے تمہارے قریب کے آسمان کو عظیم الشان چراغوں سے آراستہ کیا ہے اور اُنہیں شیاطین کو مار بھگانے کا ذریعہ بنا دیا ہے اِن شیطانوں کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ ہم نے مہیا کر رکھی ہے۔

﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ذَلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ﴾[20]

ہم نے اس آسمان اور زمین کو، اور اس دنیا کو جو ان کے درمیان ہے، فضول پیدا نہیں کر دیا ہے یہ تو اُن لوگوں کا گمان ہے جنہوں نے کفر کیا ہے، اور ایسے کافروں کے لیے بربادی ہے جہنم کی آگ سے۔

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ [21]

ہم نے ہر چیز ایک تقدیر کے ساتھ پیدا کی ہے

---

[15] Āli ʿImrān, 3:190
[16] as-Sajdah, 32:7
[17] Qāf, 50:6-7
[18] al-ʾAnbiyāʾ, 21:22
[19] al-Mulk, 67:3-5
[20] Ṣād, 38:27
[21] al-Qamar, 54:49

الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا [22]

وہ جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے، جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا ہے، جس کے ساتھ بادشاہی میں کوئی شریک نہیں ہے، جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کی ایک تقدیر مقرر کی

﴿اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَى وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ﴾[23]

اللہ ایک ایک حاملہ کے پیٹ سے واقف ہے جو کچھ اس میں بنتا ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ اس میں کمی یا بیشی ہوتی ہے اس سے بھی وہ باخبر رہتا ہے ہر چیز کے لیے اُس کے ہاں ایک مقدار مقرر ہے۔

Intelligent Design کے مؤیدین بھی اس طرح کا مفروضہ اختیار کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک Intelligent Design بھی ایک طرح کا سائنسی مفروضہ یا سائنسی نظریہ ہے اور وہ intelligent Design اس کو "ارتقا کے مبینہ نظریہ" کے برخلاف کائنات کی ابتدا اور تدریج کی تشریح کے لیے اختیار کرتے ہیں لیکن ڈاکنز کسی صورت ان کے مفروضے کو سائنسی تسلیم نہیں کرتا۔[24]

Intelligent Design کے حامی "ذہین ڈیزائنر" کو بطور خدا نہیں لیتے تاہم وہ اس ڈیزائن کو ایک فوق الفطرت ہستی یا عمل کی طرف ضرور منسوب کرتے ہیں۔ اس بات کو مانتے ہوئے کہ Intelligent Design کی تشریح ایک سائنسی تشریح ہے۔

But if faith in God requires, independent scientific confirmation, what about closed Faith our New atheist place in science itself? [25]

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ بھاری بھر کم آزاد سائنسی تجربات کون سے ہیں جو یہ ثبوت فراہم کر سکیں کہ صداقت پر مبنی ثبوت صرف سائنسی انکوائری کے منہاج سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر عقیدہ و ایمان کے لیے آزاد تصدیق و برہان ضروری اور لازم ہے تو وہ کونسا آزاد غیر انسانی زریعہ ہے جو یہ ظاہر کرتا ہو کہ ان کا مشروط سائنسی سکوپ قابل قبول یا معقول ہے۔

ڈاکنز، چارلس ڈارون کے فطری چناو کے بیانیہ سے مکمل متفق دکھائی دیتا ہے[26] اور اس کو meme کے مفروضے کے تحت بیان کرتا ہے۔ ڈاکنز نظریہ ارتقاء کو مذہبی دلائل کے برخلاف استعمال کرتا ہے۔ ملحدین کے مطابق ڈاروں کا ارتقائی ماڈل ہر شے کو فطری تناظر میں بیان کر سکتا ہے / تشریح کر سکتا ہے۔ ان کے نزدیک ذہنی اور جذباتی مظاہر مثلاً آزاد مرضی، خواہش، ارادہ، سوچ اور اخلاقیات وغیرہ بھی اندھی بہری فطری قوتوں کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتی ہیں، جبکہ اسلام ناقابل مشاہدہ فوق الفطرت پر یقین رکھنے کا کہتا ہے۔ ڈارون ازم کی فطرت پرستی سائنس سے زیادہ فلسفیانہ حیثیت کی حامل ہے[27]۔ ہر شے کو بالآخر مادی نقطہ نظر سے زیر بحث لانے کو a priori تسلیم کرنا کوئی سائنسی قضیہ نہیں ہے۔ یہ ایک مابعد الطبیعیاتی معاملہ ہے جو کہ سائنس کے لبادے میں پیش کیا جا رہا ہے۔ ارتقا درجہ بدرجہ وقوع پذیر ہونے والا عمل ہے جس میں واضح سٹیجز ہوتے ہیں۔[28]

---

[22] al-Furqān, 25:2
[23] ar-Raʿd, 13:8
[24] - Haught, J. F.(2008). God and the New Atheism .p.41
[25] - Haught, J. F.(2008). God and the New Atheism .p.45.
[26] بے جان مادہ سے بالفرض خود بخود طبیعی ضرورت کے تحت عدم سے وجود حاصل ہو ہی جاتا ہے تو شعور اور ارادہ کے مالک جاندار نسلیں کیسے وجود میں آئیں؟ مخلوقات کے لئے ضروری حاجات کی فراہمی کیوں کر ممکن ہوئی؟ ان سوالات کے جوابات فطری چناو[26] کے قائلین کے پاس نہیں ہیں۔ ارتقا کی جملہ کڑیوں کے درمیان ایک صاحب حکمت اور مخلوق کی رعایت رکھنے والے خدا کا تصرف کائنات کے بقا اور استمرار کے لیے لازم ہے۔ لہذا کائنات کی طبیعی ضروریات اور بعد از تخلیق، کائنات میں پائے جانے والا ڈیزائن، کائنات کی فائن ٹیونگ کا محرک نہیں ہو سکتے۔
[27] - Malik, S.A(2018)Atheism and Islam.(ed.).UAE: Kalam Research and Media.p.15
[28] Ibid.p.16.

ڈیزائن کا تعلق فائن ٹیوننگ سے بھی ہے۔کائنات کے ابتدائی حالات کی فائن ٹیوننگ سائنسدانوں کے ہاں زیر بحث رہی ہے۔چند سائنس دانوں کے نزدیک طبیعی ضرورت، اتفاق یا ڈیزائن کے باعث کائنات کی ابتدا کے وقت فائن ٹیوننگ ہوئی جس کی وجہ سے اس دنیا میں زندگی کا آغاز و بقا ممکن ہوا۔ طبیعی ضرورت یا (ڈیزائن) کے باعث فائن ٹیوننگ کوئی معنی نہیں رکھتی۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے سٹیفن ہاکنگ کائنات کے وجود کا سبب قوانین فطرت کو قرار دیتا ہے۔کائنات جب وجود کی حامل ہی نہ تھی تو "عدم" کی حالت میں طبیعی ضرورت کا تعین کیوں کر ہوا؟ پھر مستقبل میں قوانین فطرت کی نوعیت کیسے طے کی گئی ؟۔ زمام کائنات کو چلانے کے لیے ایک ایسے عامل کی ضرورت ہے جو کہ ازلی و ابدی ہو، مقتدر اعلیٰ اور لامحدود دانش کا حامل ہو عظیم کائنات کو قائم و دائم رکھنے کے لئے لامحدود قوت اور جباری اور قہاری کی صفات سے متصف ہستی کا وجود لازم ہے۔کائنات کسی اندھے بہرے قوانین فطرت کی وجہ سے قائم نہیں ہے بلکہ اس کو بہت باریکی سے قابل عمل بنایا گیا ہے۔لہذا قوانین فطرت کسی صورت خدا کا متبادل نہیں بن سکتے۔

اس سلسلے میں ہاکنگ مخصوص قوانین فطرت کا ذکر کرتا ہے اور ان کے بارے عندیہ دیتا ہے کہ وہ ہمیشہ obey کیے جاتے ہیں۔ان کے متعلق اس کا کہنا ہے کہ لوگ قوانین فطرت کو کارِ خدا قرار دیں گے لیکن یہ اصل میں خدا کے وجود کے ثبوت سے زیادہ خدا کی تعریف سے متعلق ہیں۔اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہاکنگ کے نزدیک کائنات کی توضیح و تشریح کے سلسلے میں یہ قوانین ہی خدا کے متبادل کے طور پر لیے جاسکتے ہیں لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ قوانین فطرت کی ابتدا کیسے ہوئی اور اور یہ قوانین کیسے ایک بے جان سے جاندار کو وجود بخش سکتے ہیں۔ روزن برگ سائنسی تشریح کے ضمن میں قوانین فطرت کی اہمیت کو بیان کرتا ہے۔

> One starting point for understanding scientific explanation focuses on the role of laws of nature. Scientific Laws have explanatory force presumably because they describe the way things have to be. But the way things have to be, the necessity of laws of nature is very difficult to understand from the scientific point of view. For scientific observation and experiment never show how things have to be, only how things are.[29]

ایک ایسا خدا جس سے ذاتی تعلق استوار کیا جاسکے اور وہ کائناتی امور میں مداخلت کرتا ہو، اسٹیفن ہاکنگ کے نزدیک کسی صورت احتمالی نہیں ہے۔ قوانین فطرت معلومات کی تخلیق نہیں کرسکتے اور یہ بنیادی طور پر باقاعدہ دھرائے جاسکنے والے واقعات کا علم دیتے ہیں۔اسی لیے مسلمہ سائنسی حقیقت کا مخصوص حالات کے تحت جتنی بار بھی مشاہدہ کیا جائے تو اس میں مغایرت کے بجائے موافقت دکھائی دے گی۔

کائنات کی تخلیق کسی اتفاق کا پیش خیمہ بھی نہیں ہوسکتی۔ یہ غیر عقلی ہے کہ کائنات کی باریکیوں کے بارے میں غور و فکر کرنے کی صلاحیت کا حامل انسانی دماغ ایک " چانس " نامی سبب کے باعث معرض وجود میں آجائے۔ عقل ہی عقل کو پروان چڑھاتا ہے اور وہ عقلِ کُل یعنی الحکیم ذات باری تعالیٰ کی جانب سے مرتب شدہ صحیفہِ کائنات ہے جس کی نشانیاں ذی شعور انسان کو کائنات کے خالق کی طرف متوجہ کرتی ہیں۔کائنات کے ڈیزائن کے پیچھے یقیناً ایک زبردست ہستی کارفرما ہے جو کہ کائنات (بشمول زمان و مکاں) سے ماوراء ہے اور وہی اس ڈیزائن کو قائم بھی رکھے ہوئے ہے۔

ڈاکنز ڈیزائن کی دلیل کی نفی کرتا ہے اس کے مطابق ڈیزائن کا مفروضہ مزید سوالات کھڑے کرتا ہے کہ ڈیزائن کو کس نے ڈیزائن کیا؟ ڈیزائنر کے بارے میں یہ طے کرنا کہ اس کا مبداء کیا ہے ایک غیر سائنسی سوال ہے۔ ڈیزائن اپنا ڈیزائنر نہیں ہوسکتا اور نیچر، نیچر کو وجود نہیں بخش سکتی۔عدم وجود کی فراہمی کی صفات سے متصف نہیں۔متعدد ڈیزائن ماضی کی طرف لامحدود سفر کے متقاضی ہیں جبکہ کائنات محدود

---

[29] Rosenberg, A. (2005) Philosophy of Science. p.21.

ہے۔لہذا ماضی میں لازمی طور پر کسی خاص لمحے میں ڈیزائن عمل میں لایا گیا ہے اور اس ڈیزائن کی نسبت ماوراء کائنات ہستی کی جانب ہی کی جا سکتی ہے۔ قرآن کریم اس بابت رہنمائی کرتا ہے کہ ایسا اللہ تعالی کے کلمہ کن کے ذریعے ہوا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿اِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾[30]

اور جب وہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے پس وہ کہتا ہے ہو جا پس ہو جاتا ہے۔

یہ کلمہ کن ہے جس کے ذریعے کائنات کا ڈیزائن "فیکون" کی صورت میں سامنے آیا ہے۔

ولیم اوخم کے اصول" اوخم ریزر" کے مطابق کائنات یا اس میں پائے جانے والے ڈیزائن کے بارے میں ایک سے زائد آراء کے تقابل میں (فلسفہ سائنس کی رو سے) اس نتیجے کو اختیار کیا جاتا ہے جو کہ بیان میں سادہ اور توضیح میں بہترین ہو۔ بہترین توضیح مزید کسی توضیح یا تشریح کی متقاضی نہیں ہوتی۔ ڈیزائن کی بابت سب سے سادہ بات یہی ہے کہ اسے کسی خارجی ہستی نے ڈیزائن کیا ہے لہذا مذکورہ اصول کے تحت بھی ڈیزائن کے الوہی ہونے پر دلیل صادق آتی ہے۔

سائنس میں ایسے بہت سے مفروضات ہیں جو کہ عام طور پر بطور حقیقت مان لیے گئے ہیں اور ان سے متعلق فی الوقت سائنسدانوں کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہیں۔ چونکہ یہ مفروضات ہیں لہذا ثبوت کی عدم فراہمی کا بار سائنس پر نہیں ہے۔ ممکن ہے مستقبل میں یہ مفروضے درست ثابت ہو جائیں یا پھر ان کے متبادل کے طور پر دیگر مفروضہ جات تشکیل پا لیں۔ اب سائنسی تشریح کی مزید تشریح طلب کرنا کسی صورت ایک دانشمندانہ طریقہ نہیں۔ اس طرح تو ایک غیر مختتم سلسلہ چل پڑے گا اور ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔ مذہب، سائنس اور فلسفہ ہر تینوں میں چند بدیہات ہوتے ہیں جو کہ بذاتہ توضیحی ہوتے ہیں۔ خاص طور پر اگر سائنس کی ہر تشریح کی مزید تشریح طلب کی جائے تو یہ ایک infinite regression explanation بن جائے گا جو کہ محال ہے۔[31]

ڈاکنز نے مافوق الفطرت ڈیزائنر کی نفی کی ہے اس کے نزدیک یہ توضیحی طور پر بہت کمزور نتیجہ ہے۔ اس کے مطابق فوق الفطرت ڈیزائنر، ڈیزائن کی طرح ہی پیچیدہ ہو سکتا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے خدا تعالی کی ذات وصفات کا استحصاء بلاشبہ ناممکن ہے۔ لیکن ذات کا علم کی حد تک عرفان سب سے آسان اور سادہ ہے۔ یہ انسان کی جبلت میں رکھ دیا گیا تصور ہے۔ انسانی جبلت میں خدا کا تصور موجود ہے[32] اس لحاظ سے ڈاکنز کے مطابق ڈیزائن کرنے والا (اگر ڈیزائن کے ماسوا ہے تو) پیچیدہ ہونا چاہیے اور یہ پیچیدگی اس کے سمجھنے کے ساتھ مختص ہے۔

ڈاکنز کے مطابق ڈارون کے فطری چناو کے ارتقائی نظریہ کی موجودگی میں ڈیزائنر کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ روایتی دلائل بسلسلہ اثبات ہستی باری تعالی کا ذکر کر کے ان کو مسترد کرتا ہے۔ اسی لیے وہ کائنات کے ڈیزائن ہی کا منکر ہے۔ اس کے نزدیک ڈیزائین کو تسلیم کرنے سے اس کے ڈیزائنر کو بھی ماننا پڑے گا جو کہ محال ہے۔ "ڈاکنز چانس اور ڈیزائین" ہر دو کو قبول کرنے کے بجائے ارتقائی ڈارونی تشریح کو معیاری مانتا ہے۔

خدا چونکہ غیر مادی اور ماوراء فطرت ہے لہذا اس کے بارے میں پیچیدگی دنیاوی تصور ہر گز لائق التفات نہیں ہے۔ وہ اپنی صفات میں کامل اور اکمل ہے اور اس کی کوئی دنیاوی و غیر دنیاوی نظیر نہیں ہے۔ لہذا اپنے وجود کے ثبوت کے سلسلہ میں اللہ تعالی کا تصور انتہائی سادہ ہے۔ یہ مغالطہ ہے کہ سادہ تصور ذات کا حامل خدا ایک پیچیدہ کائنات بنانے پر قادر نہیں ہے۔ لہذا کائنات کے ڈیزائن کے اسباب میں سے سب سے زیادہ اور بہترین وجہ اس کا خدائے باری تعالی کی صفت "الباری" کے تحت عدم سے وجود ہے۔

---

[30] Al-Bakara, 2:117

[31] Tzortzis, H. Response to Atheism. p.26 Accessed from http://www.australianislamiclibrary.com

[32] .See Born Believer: The Science of Children's Religious Belief by Justin L. Barrett

ڈاکنز نے طبیعات کی دنیا میں حیاتیات کی طرز کے ارتقائی درجات کو بیان کرنے میں تہی دامن ہونے کا اقرار کیا ہے۔ اس کے نزدیک

> The most ingenious and powerful explantion is Darwansimn evolution by natural selection and we do not have an equivalent explanation for physics.[33]

کائنات کے ڈیزائن کو خود ڈیزائن سے متعلق قرار دینے کے بعد حیاتیاتی ارتقاسے طبیعی ارتقا کا قیاس کرنا ایک خوش نما مفروضہ ہی کہلا سکتا ہے۔ قابل فہم اور مضبوط تشریح کا انتخاب کسی طریقہ کار کے تحت ہوا کرتا ہے۔ یہاں دیگر تشریحات کا ذکر کئے بغیر صرف اپنی من پسند تشریح بیان کرنے کے بعد اس پر اپنی پوری کتاب کا Thesis کھڑا کر دینا قرینِ انصاف نہیں ہے۔ نظریہ ارتقاء (جسے مفروضہ ارتقاء کہنا زیادہ موزوں ہے) سائنسدانوں کے ہاں بھی مختلف فیہ ہے۔ نیز اس کی متعدد تشریحات ہیں۔ چند سائنسدانوں کے نزدیک اندھے، بہرے اور دانش و بینش سے محروم طریقہ انتخاب Natural selection اور Survival for the fittest کے تحت ارتقا کی منازل طے ہوتی ہیں۔ نیز اس میں کائنات اور مشمولات کائنات کا کوئی مقصد وجود نہیں ہے۔ بلاشبہ سائنس مقاصد کے تعین کے سلسلے میں بے بضاعت ہے۔ لیکن حیاتیاتی ارتقاء (جو کہ بالفرض اپنے عمومی مفہوم میں وقوع پذیر ہے) سے طبیعی ارتقاء کائنات کیسے معلوم ہو سکتا ہے؟ طبیعی ارتقاء کا آغاز کیسے ہوا؟ اس پر سائنس خاموش ہے۔ اسلیئے کہیں ملٹی ورس کا تصور اور کہیں بگ بینگ کا نظریہ پیش کیا جاتا ہے۔

حیاتیاتی مفروضہ ارتقاء تو خود تک بندیوں پر کھڑا ہے اور یہ امکانات کی بات کرتا ہے۔ اس کے برعکس کائنات کی تخلیق کے وقت ایک ارادہ اور اس کو پروان چڑھانے کا منصوبہ زیر عمل ہونے کا نتیجہ اخذ ہوتا ہے۔ قرآن مقدس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے کائنات کو بلا مقصد پیدا نہیں کیا بلکہ وہ کائنات میں تخلیق کائنات کے بعد بھی ہمہ وقت تصرف فرماتے رہے۔[34]

اللہ عزوجل نے انسان کی تخلیق سے قبل ہی اس کے رزق کا سامان مہیا کر دیا تھا۔ اس کے علم میں تھا کہ انسان کی ترکیب کیا ہے اور اس کی روزی (provisions) کن اجزاء پر مشتمل ہو گی اور زمین کا نظام اس طرح مرتب کیا ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ساتھ ایسے عناصر وجود میں آجائیں گے جن پر انسان کی زندگی کا انحصار ہو گا۔ اس سلسلہ میں ارشاد ہے:

﴿ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا﴾[35]

وہی ہے جس نے تمہارے لیے جو کچھ زمین میں ہے پیدا کیا۔

فطری قوتوں کو انسان کے لیے موزوں بنا کر انہیں مسخر کر دیا یعنی قوتوں کی تشکیل اور انسانی فہم کی تشکیل میں دوئی کی بجائے ہم آہنگی رکھ دی گئی تاکہ جب انسان سوچے تو وہ فطری سوچے اور اس کی سوچ کے دائرے میں طبیعی فطری قوت اور قوانینِ فطرت قدرتی طور پر آسکیں اللہ تعالیٰ نے اپنے امر کے ذریعے سمندر کو مسخر کیا تاکہ اس میں کشتیاں چل سکیں، سمندر کی تسخیر پانی کی کثافت اچھال کی قوت اور دیگر عوامل کار فرماہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُو نَ ﴾[36]

---

[33]Dawkins, R. (2006). The God Delusion. p .158

[34]ڈی از کے برخلاف کہ جس کے مطابق خدا کائنات میں فعال نہیں اور نہ ہی تصرف کرتا ہے۔

[35]Al-Bakara, 2:29

[36] al-Jāthiyah, 45:12-13

وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے سمندر کو مسخر کیا تا کہ اس کے حکم سے کشتیاں اُس میں چلیں اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور شکر گزار ہو۔ اس نے زمین اور آسمانوں کی ساری ہی چیزوں کو تمہارے لیے مسخر کر دیا، سب کچھ اپنے پاس سے اِس میں بڑی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرنے والے ہیں۔

چند سائنسدان شماریات اور امکانات کے عمل کے ذریعے کائنات کے اتفاق سے وجود میں آنے اور بعد ازاں پیچیدہ مخلوقات کے ارتقاء کے بارے میں دلائل دیتے ہیں۔ ایسا سائنسی نقطہ نظر سے درست نہیں ہے۔ تخلیق کے حامی سائنسدانوں نے اس سلسلہ میں چند دلائل سے ثابت کیا ہے کہ ایک genome کی خود بخود تخلیق کا چانس ایک ارب کے کھرب کے کھرب حصہ کے برابر ہے چہ جائیکہ کہ ایک انسان کا چانس اتفاق کی وجہ سے وجود میں آ جانا۔ اگر ایسا ہو بھی تو یہ ایک سائنسی معجزہ ہو گا جو کہ تجربیت پسند سائنسدانوں کے ہاں قطعی ممکن الوقوع نہیں ہے۔ مزید یہ کہ حیاتیات کے ماہرین کے مطابق ایٹمز سے ایک جین کے اتفاقاً بننے کے امکانات کے لیے کھربوں سال درکار ہیں۔ جبکہ جدید علم کونیات بھی اس بات کو قبول کرتا ہے کہ کائنات محدود ہے اور اس کا ایک نقطہ آغاز ہے بلکہ سائنسدانوں نے اس طبیعی دنیا کی عمر کا اندازہ بھی لگ بھگ 13.7 ارب سال لگایا ہے۔ لہذا حیاتیاتی ارتقا اس لحاظ سے قابلِ احتمال نہیں ہے۔

سائنسدان کاز اور ایفیکٹ کے درمیان بلاواسطہ تعلق کو توزیر بحث لاتے ہیں لیکن یہ معلوم کرنا کہ ایک کاز کا ایفکٹ کیسے Legitimate ہو سکتا ہے، ملحدین کے ہاں نامعلوم ہے۔ اس کے برعکس ان کا جواب یہی ہو گا کہ قوانین فطرت کے تحت طے شدہ ہے کہ ایک خاص کاز کا مطابقاً ایک مخصوص اثر ہونا چاہیئے۔ لیکن کس نے طے کیا ہے کہ ایک نیوٹن فورس (ایک کلو گرام جسم پر) لگانے سے اس کے جسم میں ایک میٹر فی سیکنڈ فی سیکنڈ اسراع پیدا ہو گا۔ یہ لگائے جانے والی فورس نے طے کرنا ہے یا قانون فطرت نے طے کرنا ہے۔ ممکن ہے کہ کائنات ارضی کے علاوہ کسی اور کائنات میں اسی صورت میں پیدا ہونے والا اسراع دو میٹر فی سیکنڈ فی سیکنڈ ہو۔ اس صورت میں تبدیلی قوت کی مقدار پر نہیں آتی بلکہ اس قانون میں تبدیلی سے اسراع کی مقدار میں تبدیلی آئی ہے۔ کاز اور ایفکٹ میں فرق کے دوران قوانین فطرت کا آڑے آنا دراصل حکمت خداوندی ہے جو کہ اس کائنات کے ذرے ذرے پر تصرف کی صورت میں جلوہ گر ہو کر مداخلت کرتی ہے۔

حیاتیاتی ارتقا کو بطور حقیقت تسلیم کرنا بھی ایک مغالطہ ہے۔ قیاس کسی حقیقی مظہر یا معاملہ کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ مفروضہ جاتی تصورات کو قیاس کے لیے بطور معیار نہیں لیا جا سکتا۔ حیاتیاتی ارتقا کو اس وقت مان لینے سے بھی طبیعی ارتقا ثابت نہیں ہوتا۔ ارتقاء کی اصطلاح بہر صورت درست ہے احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام کی عمریں سینکڑوں سال تھیں اور آدم علیہ السلام کا قد مبارک 60 گز تھا، وغیرہ۔ جیسا کہ حدیث نبوی ہے:

﴿ خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ علَى صُورَتِهِ، طُولُهُ سِتُّونَ ذِراعًا، فَلَمَّا خَلَقَهُ قالَ: اذْهَبْ فَسَلِّمْ علَى أُولَئِكَ النَّفَرِ مِنَ المَلائِكَةِ، جُلُوسٌ، فاسْتَمِعْ ما يُحَيُّونَكَ؛ فإنَّها تَحِيَّتُكَ وتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ، فقالَ: السَّلامُ عليْكُم، فقالوا: السَّلامُ عَلَيْكَ ورَحْمَةُ اللَّهِ، فَزادُوهُ: ورَحْمَةُ اللَّهِ، فَكُلُّ مَن يَدْخُلُ الجَنَّةَ علَى صُورَةِ آدَمَ، فَلَمْ يَزَلِ الخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدُ حتَّى الآنَ﴾.[37]

اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا، اس کی لمبائی ساٹھ ہاتھ ہے، اور جب اس نے اسے پیدا کیا تو فرمایا: جاؤ اور اپنے لوگوں کو سلام کرو، جیسا کہ تمہاری جان ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام کیا اور آپ کی اولاد کو سلام کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر سلامتی ہو، انہوں نے کہا: تم پر سلامتی ہو اور خدا کی رحمت، وزرعہ: اور

[37] بخاری، حدیث نمبر؛ 3226، صحیح باری کتاب احادیث الانبا، باب قول اللہ تعالی، و اذا قل ربك للملائكه افی جاعل فی الارض خليفة حدیث نمبر 3326

خدا کی رحمت، وہ تمام لوگ جو جنت میں داخل ہوں گے آدم علیہ السلام کی صورت پر۔ اب تک تخلیق کے بعد بھی کمی ہے۔

انسانی یا دیگر جاندار اشیاء میں وقت کے ساتھ Adoption یا دیگر تغیرات کا سامنے آنا دراصل اللہ سبحانہ وتعالی کی صفت ربوبیت کا مظہر ہے۔ اللہ عزوجل تخلیق کے ساتھ کائناتی ارتقاء کے بھی Superintendent ہیں۔ ہر شے اس کے سامنے ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ﴾

زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے، اُسی کا ہے کون ہے جو اُس کی جناب میں اُس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟

جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ اُن سے اوجھل ہے،

اس لحاظ سے اللہ تعالی اپنے عظیم پلان کے مطابق بنی نوع انسان کی آسانی کی خاطر دنیاوی امور میں تبدیلیاں لانے پر قادر ہیں اور ان سے یہ بعید بھی نہیں ہے۔ قدم بہ قدم اللہ عزوجل کی تکوینی اور تخلیقی پروسیس میں مداخلت دراصل اس کو Deist خدا سے ممیز کرتا ہے۔ ڈاروِنی ارتقاء کے مؤیدین عموماً ایک دعا سننے والے، متوجہ ہونے والے، معاملاتِ حیات کی جانچ کرنے والے خدا کے منکر ہوتے ہیں۔

ڈاکنز دستیاب سائنسی مواد میں سے ڈارون کی تھیوری جیسا دوسرا کوئی مفروضہ یا نظریہ نہ پا کر امید کرتا ہے کہ مستقبل میں کوئی ایسی تشریح سامنے آجائے جو کہ طبیعی دنیا میں ڈاروِنزم کے مساوی کام آسکے۔ جیسا کہ اس کا کہنا ہے کہ:

"We should not give up the hope of a better explanation arising in Physics something as powerful as Darwinism is for biology." [38]

یعنی ایک موہوم اور قیاسی تصور محض اس لئے اپنائے ہوئے ہے کہ اس کے مغایر تصور، خدا کے وجود کا ضامن ہے۔ اس کے برعکس معلوم تاریخ میں ہمیشہ ایک خدا پر یقین رکھنے والوں کے شواہد ملتے ہیں۔ ڈاکنز دراصل تحقیق کے اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر پہلے سے ہی ایک رائے قائم کر رہا ہے اور پھر اس کی تائید میں سائنس کے لبادے میں فلسفہ اور جعلی سائنس کو پیش کر رہا ہے۔ ڈاکنز کے نزدیک ڈاروِنی نظریہ دراصل ایک نیچرلسٹک نظریہ ہے۔ اس کے مطابق جس طرح مختلف سپی شیز کے تنوع اور ارتقا کو ڈارون کا نظریہ ارتقاء زیر بحث لاتا ہے اس طرح ہمیں طبیعات کے میدان میں بھی اس نظریے کی امید رکھنی چاہیے۔ یہ ایک طرح کا سائنسی ایمان بالغیب ہے۔ حالانکہ سائنس میں Extrapolate تو کیا جاسکتا ہے لیکن اس کی بنیاد پر کوئی عقیدہ وضع نہیں کیا جاسکتا۔ ہر کائناتی مظہر کی سائنسی توجیہ کرنے کا سائنٹزم کا نظریہ کارفرما لگتا ہے۔

ڈاکنز ہر صورت کائنات کی ابتدا اور ارتقا کی فطرتی تشریح کرنے کے حق میں ہے اس کے علاوہ ماوراء فطری اسباب کا انکار کرتا ہے۔ سائنٹزم کے مطابق صرف اس شے پر یقین کیا جاتا جو کہ سائنسی طور پر ثابت کی جاسکے۔ سائنٹزم کے مطابق کوئی بھی بیان (Proposition) اس وقت درست ہوگا جب وہ سائنسی طور پر درست ثابت ہو۔ جب کہ مذکورہ بالا دعوی سائنسی طور پر ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا ڈاکنز کا یہ کہنا کہ حق کی بازیافت میں سائنٹزم ہی واحد ذریعہ ہے سائنسی اصولوں کی روشنی میں Refutable ہے۔[39]

ڈاکنز Alister McGrath کا اقتباس نقل کرتے ہیں:

[38] Dawkins, R. (2006). The God Delusion.p.58
Accessed from http://www.australianislamiclibrary.com [39] Tzortzis, H. Response to atheism. p.28

"Fed up with both theists and atheists making hopelessly dogmatic statements on the basis of inadequate empirical evidence, Huxley declared that the God question could not be settled on the basis of the scientific method"[40]

میک گرا اسی تسلسل میں Stephen Jay Gould کا اقتباس نقل کرتا ہے:

"To say it for all my colleague and for the umpteenth millionth time: science simply cannot by its legitimate methods adjudicate the issue of God, possible superintendence of nature. We neither affirms nor deny it. We simply cannot comment on it as scientist."

اس پر ڈاکنز درج ذیل سوال اٹھاتا ہے کہ گولڈ کے اس بیان کی جوازیت کیا ہے؟ خدا کے بارے ایک سائنس دان رائے اظہار کیوں نہیں کر سکتا؟ رسل کا Teapot یا Flying spaghetti monsly کو سائنسی تیکنیک سے امیونٹی کیوں کر حاصل ہے۔ڈاکنز ان سوالات کے بعد وہ ایک نتیجہ خیز دلیل لاتا ہے کہ

A universe with a creative superintendent would be a very different kind of universe from one without. Why is that not a scientific matter? [41]

متذکرہ بالا قیاسات میں ڈاکنز دراصل گولڈ کے NOMA کو ہدف تنقید بناتا ہے اور مختلف سوالات اٹھاتا ہے۔ڈاکنز صرف تجرباتی حقیقت کے magisterium ہی کا قائل ہے۔اس کے مطابق بطور سائنسدان خدا پر تبصرہ کرنے میں کوئی شے مانع نہیں ہونی چاہیے۔مزید یہ کہ "تخلیقی نگران" کی نگرانی میں پروان چڑھنے والی کائنات اور اس کے بغیر پروان چڑھنے والی کائنات لازماً ایک دوسرے سے مختلف ہونی چاہیں۔اس بنیاد پر کائنات کی تخلیق کو ایک سائنسی معاملہ قرار دے کر اسے سائنسی مفروضہ جات کے زریعے سمجھنے کی دعوت دیتا ہے دراصل یہ سائنزم ہے یہ مروجہ سائنس کی شدید ترین شکل ہے۔

اس کے فوراً بعد Gould کی کتاب Rock of Ages سے ایک اقتباس نقل کرتا ہے جو کہ NOMA کے متعلق ہے۔

The net, or magisterium of science covers the empirical realm; what is the universe mad of (fact) and why does it work this way (theory). The magisterium of religion extends over questions of ultimate meaning and moral value. These two magisteria do not overlap, nor do they encompass all inquiry (consider for example, the magisterium of art and the meaning of beauty). To ate the old cliches, science get the age of rocks, and religion the rocks of age. Science studies how the heavens go, religion how to go to the heaven. [42]

[40] Dawkins, R. (2006). The God Delusion. P.54
[41] Dawkins, R. (2006). The God Delusion. P.55
[42] Dawkins, R. (2006). The God Delusion. P.55

ڈارون کا بیانیہ خود الحاد کی نفی کر رہا ہے۔ کائناتی خالق کی موجودگی اور کائنات کو خود بخود وجود پا کر بر قرار رہنے کا ہی اگر تقابلی جائزہ لیا جائے تو پہلی صورت میں کائنات کا صرف ایک ہی Superintendent قرار پائے گا اور نتیجہ کے طور پر کائنات میں تسلسل، توافق اور باقاعدگی ہونی چاہئے اور ایسا روز روش کی طرح عیاں ہے۔

کائنات کے امور کا انسانی ادراک میں آجانا اور کائنات کو عقلی طور پر سمجھ لینے کے پیچھے اس کا ایک خالق ہے۔ اگر اس کے پیچھے ایک ہستی کے بجائے متعدد اسباب یا مزعومہ فطرت کو تصور کیا جاتا تو پھر کائنات میں Rationality کا فقدان ہوتا۔ ڈاکنز کائنات کو بے قاعدہ قرار دیتا ہے۔ اس کے نزدیک بے قاعدہ کائنات کے وجود کو فطری چناو زیادہ بہتر انداز سے بیان کرتا ہے اور فطری چناو کے مفروضہ میں ڈیزائن آرگومنٹ والی کمزوریاں بھی نہیں ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ ڈیزائن آرگومنٹ میں Infinite Regress کی وجہ سے خامی ہے چونکہ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ڈیزائنر کون ہے۔[43]

ڈاکنز یہ تصریح بھی نہیں کرتا کہ وہ ان دونوں کائناتوں میں فرق کس بنا پر کر رہا ہے۔ لیکن سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی خارجی ہستی کی تخلیق شدہ کائنات اور نیچر کی بنائی گئی کائنات میں فرق کر رہا ہے۔ قابل مشاہدہ کائنات میں ایک نظم اور ہم آہنگی دیکھنے میں آئی ہے یہ نظم اور ہم آہنگی جسے طبیعات کی اصطلاح میں Symmetry کا نام دیا گیا ہے تقاضا کرتی ہے کہ اس تخلیق کے وقت (انسانی زندگی کو بر قرار رکھنے کی غرض سے) فائنلی ٹیونڈ کی گئی ہو۔ روجرز پینز وز کا کہنا ہے:-

> There is a certain sense in which I would say the universe has a purpose. It's not there just somehow by chance. Some people take the view that the universe is simply there and it runs along-it's a bit as though it just sort of computes, and we happen by accident to find ourselves in this thing. I don't think that's a very fruitful or helpful way of looking at the universe, I think that there is something much deeper about it, about its existence, which we have very little inkling of at the moment.[44]

کائنات میں شعور اور آگاہی والی مخلوقات کی تخلیق کے لیے ضرور ایک انتہائی شعور اور علم والے عامل کی مداخلت لازمی ہے۔

ڈاکنز یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے ہاں راسخ خدائی تصور کے بر عکس خود خدا کا مفروضہ پیش کرتا ہے۔ اس کا کہنا ہے ہ جب خدا کا مطالعہ کرنا ہے تو لازماً خدا بارے ایک مفروضہ وضع کرنا ہوگا چوں کہ یہ سائنس میں مطلوب ہے۔ سائنسی تحقیق مفروضہ کے بغیر وقوع پزیر نہیں ہوتی۔[45] یہ بات قابل بحث ہے کہ کیا خدا ایک مفروضہ ہے اور اسے سائنسی تحقیق کے ذریعے ثابت یا غیر ثابت کیا جاسکتا ہے؟ ڈاکنز آسمانی مذاہب کے خدا اور دیگر دیومالاتی خدائی تصورات میں فرق روا نہیں رکھتا اس کا کہنا ہے کہ

> Instead I shall define the God Hypothesis more defensibly: there exists a superhuman, supernatural intelligence who deliberately designed and created the

[43] Dawkins, R. (2006). The God Delusion. P.13
[44] Dawkins, R. (2006). The God Delusion. p.56
[45]Dawkins, R. (2006). The God Delusion p.31

universe and everything in it, including us. This book will advocate an alternative view: any creative intelligence, of sufficient complexity to design anything, comes into existence only as the end product of an extended process of gradual evolution. Creative intelligences, being evolved, necessarily arrive late in the universe, and therefore cannot be responsible for designing it. God, in the sense defined, is a delusion; and, as later chapters will show, a pernicious delusion [46]

ڈاکنز معروف خدائی تصور کی نفی کرتے ہوئے خود ہی خدا کی بابت ایک مفروضہ گڑھ کہ اس مفروضہ کو غلط ثابت کرتے ہوئے خدا کے تصور کو ایک (دھوکہ) سے موسوم کرتا ہے۔ اور اس کی کتاب کا عنوان بھی خدائی دھوکہ یا فریب ہے۔ یہ بڑی جرات کا کام ہے۔ خدا کوئی ایسی ہستی نہیں جو انسان کی طرف سے پیش کردہ ریاضیاتی مساواتوں کے حل کی صورت معلوم ہو یا پھر "لیبارٹری" کے اندر اس کا مشاہدہ کیا جا سکے۔ وہ وراالوراذات / ہستی ہے جو کہ غیب میں ہو کر بھی کاروبار زندگی سے متعلق ہے۔ اس کے وجود کے اشارے ہمیں انفس و آفاق کے مطالعہ سے ملتے ہیں۔ خدا بطور سائنسی مفروضہ کسی طور پر سائنسی منہج سے مطابقت نہیں رکھتا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ صفات ایسی ہیں جنہیں سائنسی نقطہ نظر سے سمجھنا ہی ممکن نہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾[47]

وہی اول ہے اور وہی آخر ہے۔ وہی ظاہر ہے وہی مخفی ہے اور وہ ہر چیز کو بخوبی جانتا ہے۔

بالفرض سائنس کے ذریعے خدا کی صفات پر ٹیسٹ لگانا بھی ہے تو ایسا (ملحدین) کا تصور کردہ خدا نہیں بلکہ خدا کے ماننے والوں کے "تصور خدا" کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے۔ آیت مبارکہ میں "الاول" اور "الاخر" کسی طرح بھی سائنس کے احاطہ و اختیار میں نہیں آتے۔ سائنس کا تعلق مشہود کے ساتھ ہے اور سائنس دان بھی حاضر موجود بارے خامہ فرسائی کر سکتے ہیں۔ آیت مبارکہ میں دیگر صفات ظاہر اور باطن بیان ہوتی ہے جو کہ سائنس کے تعقل سے بعید تر ہیں۔ ان صفات کے ساتھ ساتھ خدا کا ئنات سے لا تعلق نہیں ہوا بلکہ وہ کائنات (طبیعی و غیر طبیعی) کے ہر ہر معاملہ کی جان کاری رکھتا ہے۔

ڈاکنز نے کہا ہے کہ God almost certainly does not exist۔ اس کا یہ دعویٰ کسی باقاعدہ سائنسی طریقہ کار کے مطابق اخذ کردہ نہیں ہے بلکہ یہ اس کی خواہشات نفس کی اتباع ہے۔ اصل میں خدا دھوکہ نہیں بلکہ ڈاکنز کا یہ دعوی ایک دھوکا اور فریب ہے۔ ڈاکنز کے اس دعوے میں بھی ابہام اور کمزوری ہے۔ Almost اور certainly کی ترکیب دراصل اس کے سٹرانگ ایتھیسٹ ذہن کی بجائے اگنوسٹک ذہن کی غمازی کرتی ہے اگر اسے اتنا ہی یقین ہے تو پھر almost لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ڈاکنز اور دیگر نو الحادی خدا کے دائرہ کار کو محدود کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خدا کا دائرہ کار محدود کرنے کی خاطر انہوں نے لاہوتی ہستی کو قانون نافذ کرنے والا، کونیاتی ترکیب کا مالک (Cosmic engineer) یا پھر ذہین ڈیزائنر تک محدود کر دیا۔ اس طرح سے وہ خدا کے تصور کو ما فوق الفطرت میدان سے سائنسی میدان میں لانے میں کامیاب ہو گئے۔

[46] Dawkins, R. (2006). The God Delusion p.31
[47] al-Ḥadīd, 57:3

خدا کے مافوق الفطرت ذات سے ہٹ کر بطور ماتحت الفطرت عامل تصور کے پروان چڑھنے سے سائنسی طریقہ کار کے تحت اس کے وجود اور عدم وجود بارے بحث کرنا ممکن ہو جاتی ہے۔ڈارون کے نظریہ ارتقا کے تحت یہ بحث ممکن ہوتی ہے کہ نیچر کو ڈیزائن نہیں کیا گیا بلکہ یہ خود سے ہے اور اسی طرح (مفروضہ خدا) کا انہدام فیصلہ کن حثییت اختیار کر جاتا ہے۔ایسا خدا جس کو "مفروضہ خدا" کے طور پر لیا جا سکے وہ خدا کہلانے کے لائق ہی نہیں۔خدا تو ایک حتمی، قطعی اور لاریب حقیقت ہے اس کو بطور مفروضہ لینا ہی ایک غیر عقلی اقدام کے مترادف ہے۔

خدا کو بطور مفروضہ تصور کرنے سے اس کی لامحدود لاہوتی / الوہی صفات کو محدود سائنسی سببیت میں تخفیف کر دینے کے مترادف ہے۔اس لحاظ سے ایک محدود ذات کسی طور پر خدا کہلانے کے لائق نہیں۔خدا کے بطور مفروضہ مطالعہ کے حالات پیدا کرنے کا مطلب اس کی ذات صفات کو محدود کرنا اور جملہ صفات کو معطل کر دینے کے مترادف ہے۔محدود شی ہی کو سائنسی طریقہ کار کے تحت ڈسکس کیا جا سکتا ہے۔ خدائی مفروضہ کے دو مضمرات ہیں۔

1. فوق الفطرت میدان سے تحت فطرت میدان میں تبدل
2. لامحدود ذات سے محدود ذات میں تبدیلی

ڈاکنز کے مطابق وہ خدا کے ہر فہم کا انکاری ہے اور وہ مفروضہ میں زیر بحث خدا کو محدود قرار دیتا ہے۔[48] ڈاکنز حسی خدا کو تصور کر کے سائنسی مفروضہ قائم کر کے اس کا انکار کرتا ہے اس کا مزعومہ خدا، وہ خدا نہیں جو کہ آسمانوں اور زمینوں کو تھامے ہوئے ہی۔اس کے برعکس جس خدا کی صفات بیان کر کے انہیں حدف تنقید بنایا ہے، ان صفات کا حامل خدا مسلمانوں کا خدا نہیں ہے۔محدود خدا کائنات کے زمام کار چلانے کا اہل نہیں۔اس کے نزدیک اگر خدا ہے تو اس کے انسان کے ساتھ روابط کے تجرباتی ثبوت دستیاب ہونے چاہیئے۔

ڈاکنز کائنات کی تشریح و توضیح کے سلسلہ میں ملٹی ورس کا حوالہ دیتا ہے۔اس کے مطابق فزکس میں ملٹی ورس تھیوری کام دے سکتی ہے۔بلاشبہ اسلامی نقطہ نظر سے ایک سے زائد کائناتوں کے وجود پر یقین رکھنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے لیکن یہ یقین کس نوعیت کا ہونا چاہیئے؟ بحث طلب ہے۔نیچرل سائنس ہر حاضر و دستیاب پر یقین کی بات کرتی ہے اور غائب و مستور کو شک کی نگاہ سی دیکھتی ہے۔ثبوتیت کے فلسفہ میں تو یقین بس اسی کا کرنا ہے جس کا طبیعی مشاہدہ کیا جا سکتا ہو یعنی کہ مادی ہو۔ملٹی ورس کا نظریہ جیسے مفروضہ کہنا زیادہ موزون ہے، سائنسدانوں کے ہاں بھی محل نزاع ہے۔اسلامی نقطہ نظر سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق صرف اس طبیعی کائنات پر مشتمل نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ بھی جہان یا عالمین میں جیسا کہ سورت فاتحہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾[49]

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو کہ عالمین کا پروردگار ہے۔

مفسرین سے اس کی تفسیر میں مختلف اقوال ملتے ہیں۔مثلاً عالم سے مراد جنوں کا عالم، فرشتوں کا عالم یا طبیعی طور پر موجودات کی مختلف انواع کے عالمین وغیرہ۔اسی طرح جنت و جہنم، جو کہ فوق الفطرت ہیں، دیگر عالمین / دنیاوں کی صورت تصور کئے جا سکتے ہیں۔ایک سے زائد کائناتوں کے وجود کو تسلیم کرنے سے بھی ابتدائے کائنات کا معمہ بہر حال حل طلب ہے اور اس معمہ کے حل میں سائنسدان کائنات کے عدم سے خود بخود معرض وجود کا شوشہ چھوڑتے ہیں اور ماضی میں کائنات ہی کو ازلی ہونے کے نظریہ کے پرچارک تھے۔

---

48 Dawkins, R. (2006). The God Delusion P.36
49 Al-Fatiha, 1:1

سائنس کو الحادی نظریات کی ترویج میں استعمال کیا جارہاہے۔اس سلسلہ میں ڈاکنز سائنٹزم کا موید دکھائی دیتاہے[50]۔ سائنٹزم کے مویدین سائنس کے سکوپ کو بڑھانے کی خاطر سائنس کے ذریعے ہر عمل کی تشریح کرنے کے دعویدار ہیں ۔ان کے مطابق انسان کے لیے ہر اہم شے کی سائنسی تشریح و توضیح کی جاسکتی ہے۔ نیز اس کو اختیار کرنے والے نیچرل سائنس کے قوانین اور اصولوں کو سوشل سائنسز پر بھی منطبق کرتے ہیں۔میریم و بیسٹرڈ کشنری کے مطابق سائنٹزم کی بذیل تعریف ہے :

1:methods and attitues typical of or attributed to the natural scientist

2:An exaggerated trust in the efficacy of the methods of natural science applied to all areas of investigation (as in philosophy, the social sciences, and the humanities)[51]

سائنس پرستی کے تحت اگر کوئی چیز سائنس کے ذریعے بیان نہیں کی جاسکتی ہو یا اس کی سائنسی طور پر تشریح نہیں کی جاسکتی تو پھر کسی صورت اس شے کی تشریح نہیں کی جاسکتی ہیں یا وہ ناقابل تشریح کہلاتی ہے ۔چند فلاسفرز کے مطابق تو سائنس فلسفہ کو بھی سموئے ہوئے ہیں۔ حتی کہ ادب اور موسیقی کو بھی سائنس کی ذیل میں تصور کیا جاتا ہے[52] ۔

آکسفورڈ ڈکشنری آف فلاسفی کے مطابق

The belief that the methods of natural science, or the categories and things recognized in natural science, form the only proper elements in any philosophical or other inquiry.[53]

Scientism سائنسی تشریحات کو حد سے بھی زیادہ وقعت دیتاہے ۔سائنس زندگی کے اکثر امور پر اپنی تشریحات رکھتی ہے لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ ہر شئی اور مذہب کو بیان کرسکے اور ہر سوال کا جواب دے سکے۔ یہ ایک طرح کا سائنس پر قطعی ایمان ہے جبکہ سائنس کے فلسفہ کے مطابق سائنس ہر شے کو قطعی طور پر بیان نہیں کر سکتی۔ غیر یقینیت کے اصول کے در آنے کے بعد تو کسی بھی نظام کا کلی طور پر مکمل یقین کے ساتھ مشاہدہ ممکن نہیں۔ کل کے ایک جز کا یقین کے ساتھ مشاہدہ دوسرے جزو کے مشاہدہ میں یقینیت کے عنصر کو کم کر دیتاہے۔ Quantam Entanglement اور Space time entanglement اس کی بہترین مثالیں ہیں۔

سائنس ذہنی کدو کاش کی کوئی اکیلی صورت نہیں ہے۔ اور نہ ہی علم کے حصول کے لیے کوئی واحد استحقاقی رستہ ہے۔ سائنسٹزم ایک مبہم تصور ہے۔ اس کے ذریعہ تمام سوالات کے جوابات نہیں دیے جاسکتے۔ مثلاً فلسفہ اور الہیات سے متعلقہ سوالات، سائنسٹزم میں بے معنی یالایعنی قرار پاتے ہیں۔ اس صورت میں ان کے جوابات دینا بھی لایعنی تصور ہو گا۔ دراصل یہ تمام علوم کو سائنس کے اصولوں کو مد نظر رکھ کر دیکھنے کا نظریہ ہے۔[54]

---

50. Scientism is the broad belief that the assumptions and methods of research of the physical and natural. Sciences are equally appropriate (or even essential) to all other disciplines including philosophy, the humanities and other Social Sciences.

51 .https://www.merriam-webster.com/dictionary/scientism

52.http://www.philosophybasics.com/scientism

53 .Blackburn, S (2005). *The Oxford Dictionary of Philosophy*. Oxford: Oxford University Press. pp.331

54 Okasha,S. (2005) Philosophy of Science P.122

سائنٹزم کا کہنا ہے کہ عقید اور ایمان کچھ نہیں لیکن سائنٹزم کو قبول کرنا بھی ایک ایمان لانے کے مترادف ہے کیونکہ سائنٹزم کے اصول عقیدہ کے مترادف ہیں۔نو الحادیوں کے مطابق تھیالوجی اب اتنی بھی اہم نہیں رہی اور سائنٹزم کا سائنس سے اتنا ہی تعلق ہے جتنا حرفت کا عقیدہ کے ساتھ ہے۔

In this respect the new atheism is very much like the old secular humanism rebuked by hard core atheists for its mousiness in facing up to what the absence of god should really mean. [55]

ملحد سائنس دان صریحاً ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مفروضہ کی بنیاد پر حقیقت کو جھٹلاتے ہیں۔وہ کائنات کو ازلی مانیں یا اس کی ابتدا / آغاز کے تصدیق کرنے والے ہوں، ہر دو صورتوں میں کائنات یا عدم کو ازلی تصور کرتے ہیں۔ اس کے برعکس ایک دانا اور بینا ذات ازلی ہے جس نے کائنات کو عدم سے وجود بخشا اور اس کے بعد وہ نظام کائنات سے لاتعلق نہیں ہوا بلکہ وہ انسانی زندگیوں میں مداخلت کرنے کا اہل اور استمرار کائنات کا موجب، منعم حقیقی ہے اور دنیا سے رابطہ استوار کیے ہوئے ہے۔کائنات کی تخلیق کا ایک مقصد ہے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ﴾[56]

کائنات خدا مرکز ہے لیکن آسمان وزمین کو انسانوں کے لئے مسخر کر دیا ہے۔ مسخر اس سورت میں ہیں کہ قوانین کی شکل میں نافذ کائنات کے راز کی انسانکو جانکاری عطا کی ہے تاکہ ان قوانین کو جان کر انسان کائناتی مخفی توانائیون کا استعمال کر کے ذرے سے آفتاب نکالے اور فطرت میں پوشیدہ خزانوں کے حجاب اتارے۔اس لئے انسان سے اس کی تخلیق بابت بازپرس ہوگی۔

ڈاکنز مذہب کے تنقید سے بالاتر ہونے کے تصور کے خلاف دلائل پیش کرتا ہے وہ سیم ہیرس کی طرح مذہب کو تنقید کے دائرہ میں لانے کی امید رکھتا ہے۔اس کے مطابق بلاشبہ مذہب بہت سے لوگوں کے لئے ایک مقدس تصور کی حیثیت رکھتا ہے۔لیکن اسکے باوجود اسے تنقید کے دائرے سے نکالنا غیر معقول ہے۔[57]

ڈاکنز کائنات کو بے قاعدہ قرار دیتا ہے۔ اس کے نزدیک بے قاعدہ کائنات کے وجود کو "فطری چناو" زیادہ بہتر انداز سے بیان کرتا ہے نیز فطری چناو کے مفروضہ میں ڈیزائن آرگیومنٹ والی کمزوریاں بھی نہیں ہیں۔وہ ڈیزائن آرگیومنٹ کے بارے میں کہتا ہے کہ اس میں خامی ہے۔اس کے نزدیک ڈیزائن آرگیومنٹ یہ نہیں بتلاتا کہ ڈیزائن کا ڈیزائنر کون ہے۔اگر کائنات کے پیچھے ایک ہستی کے بجائے متعدد اسباب یا مزعومہ فطرت کو تصور کیا جاتا تو پھر کائنات میں Rationality کا فقدان ہوتا۔

خلاصہ بحث

1. ڈاکنز خدا کے تصور کو موہوم قرار دیتا ہے اور خدا کو بطور سائنسی مفروضہ قرار دے کر اس کا سائنسی تجزیہ اور بالآخر اس پر تنقید کو روا قرار دیتا ہے جبکہ ورائی ہستی ہونے کی وجہ سے خدا کسی صورت میں سائنسی مفروضہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ڈاکنز کے نزدیک حق کی دریافت کا واحد زریعہ Scientism ہے جبکہ Scientism خود متنازعہ فیہ ہے۔

---

[55] - Haught, J. F.(2008). God and the New Atheism.p.22
[56] al-Muʾminūn, 23:115
[57] Dawkins, R. (2006). The God Delusion.pp.49,50

2. ڈاکنز ڈیزائن کو تو تسلیم کرتا ہے، لیکن اس کے ظہور کو ڈیزائن سے ہی سے متصف کرتا ہے جو کہ سائنسی علمیت کے لحاظ سے محال ہے۔ جو کہ کائنات میں شعور اور آگہی کی حامل مخلوقات کی تخلیق کے لیے ایک انتہائی باشعور اور صاحب قدرت ذات کی مداخلت لازمی ہے۔ وہ مافوق الفطرت ڈیزائنر کا انکاری ہے، لیکن اس انکار کی جوازیت میں سائنسی دلیل دینے سے قاصر ہے۔ حالانکہ سائنسدانوں کا ہر بیان سائنس نہیں ہوتا۔
3. ڈاکنز خدا کے واضح تصور کے برعکس ڈارون کی طبیعی چناؤ کے موہوم اور قیاسی تصور کو محض اس لیے اپنائے ہوئے ہے کہ ڈارون کی تھیوری کے مغائر یا برعکس تصور ایک فعال خدا کے وجود کا ضامن ہو سکتا ہے۔ وہ کائنات کو بے قاعدہ قرار دیتا ہے جبکہ طبیعی سائنس کائنات میں یکسانیت اور Symmetry کی دعویدار ہے۔
4. ملحدین کے نزدیک سائنس سچ / صداقت کو جانچنے کا واحد پیمانہ ہے۔ ان کے نزدیک سائنس کے پاس ہمارے سب سوالات کے جوابات ہیں اور جن چیزوں کا ہمیں علم نہیں ہے ان کی توجیہ کے لئے خدا کی مزید ضرورت نہیں ہے ۔ جب کہ سائنس حقیقت اور دنیا کے بارے میں سچ جاننے کا واحد ذریعہ نہیں ہے۔

This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)